از :- مولانا قاضی عبد الحفیظ صاحب اطہر المبارکفوری الاعظمی

چند لمحے کیلئے دنیا کے موجودہ ترقی کے دور سے تم اپنی آنکھوں کو بند کر لو - اور اپنی تمام توجہات کو اس پرفتن زمانہ کی طرف مبذول کرو جسے دور حاضرہ سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں ہے یعنی جب ریل، موٹر، ہوائی جہاز، تار، بجلی، مشین اور پریس کی پیداوار نہ تھی - بلکہ ان چیزوں کا تخیل انسانی دل و دماغ کے لئے محال تھا، کائنات کی چھوٹی چھوٹی چیزوں چاند، سورج، ستارے، حجر شجر، اور بحر و بر کی غلامی اور ہیبت نے انسانی قلوب کو اسقدر مسخر کر لیا کہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہونے کا موقعہ ہی نہ ملا حتیٰ کہ اپنی فطری چیز مذہب تہذیب و تمدن، اور اخلاق تک کو ان کی غلامی پر قربان کر کے وحوش و بہائم کے ہمنوا ہو گئے تھے - جبکہ خدائے قہار و جبار کی تمام زمین ضلالت اور گمراہی کی اندھیری رات بنی ہوئی تھی، تمام عالم پر انسانیت سوز آتش برس رہی تھی، فضائے عالم شرک و کفر کی مسموم ہوا سے معمور تھی، لبساط ارض بدامنی قتل و غارت کا سمندر بنی ہوئی تھی، آسمان عرب پر جہالت کے ابر محیط تھے، ایران کے مرغزاروں میں آگ لگی تھی، مصر میں توہم پرستی کی حکومت تھی، ہندوستان پر تباہ کاریوں اور بدحالیوں کا تسلط تھا - یورپ ضلالت و گمراہی سے بالکل تاریک تھا، اور دنیا کی تمام آبادی جہالت و ضلالت کے پے در پے زلازل سے متزلزل تھی

ایسی ناگفتہ بہ حالت میں آسمان والے مولا نے "ظلوم جہول" پر رحم فرما کر اپنی سنت قدیمہ کے مطابق ایک انسان کو کائنات کا "مصلح اعظم" بنا کر مبعوث فرمایا، جس کی اصلاح کسی ملک، ملت اور قوم و نوع سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتی، بلکہ وہ جملہ عالم عرب و عجم، اسود و احمر کا آخری رہبر اعظم ہے جو رحمۃ اللعالمین بنکر آیا، جس کا مبارک نام محمد صلعم ہے - جس نے لڑکپن ہی میں بکریاں چرا کر بتلا دیا کہ آج جو بکریوں کا گلہ بان ہے کل تمام عالم کی گلہ بانی کریگا - اسکے دلمیں حریت و آزادی کے لاتعداد دریاؤں کی تلاطم خیزیاں برابر جاری تھیں - اور شروع ہی سے یہ سوچتا تھا کہ خدائے ذوالجلال کی

کی اشرف ترین مخلوق انسان کی جبین نیاز سوائے مالک کون و مکان کے در کے کسی غیر کے سامنے ہرگز خم نہ ہونی چاہیئے۔ دنیا کی تمام طاقتیں انسانی طاقت کے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ ادھر ہاں اس ذات مقدس نے اپنے جذبات کا اظہار چالیس سال بعد کیا اور تمام کائنات کو خدائی پیغام پہونچا دیا کہ

"اے اللہ کے در سے بھٹکے ہوئے انسانو! آؤ میں تم کو اس ذات کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم کو اشرف المخلوقات بنا کر کل جہان کا بادشاہ بنایا، ماسوائے اللہ سب تمہارے لئے ہیں صرف تم اللہ کے لئے ہو اے گلہ بانو! آؤ میں تم کو دین و دنیا کے ایسے اصول بتلاؤں جس پر چلکر تم جہاں بان ہو جاؤ اے غرور و تکبر کی نظر سے گرے ہوئے خاک نشینو! آؤ میری تعلیمات پر عمل کر کے تخت نشین بنکر آسمان عزت و وقار کے نیر تاباں بنکر چمک جاؤ اور اے منزل مقصود کے گم گشتہ میری طرف آؤ میں تم کو اصلی منزل مقصود کی طرف لیجاؤں گا، میری بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ میں تمام انسانوں کو ایسے مرکز پر لاکر کھڑا کروں جو انسانیت کا واقعی مرکز ہے"

رہبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عمیم محض کوہ صفا کے دامن میں لبسنے والے انسانوں کے لئے ہی نہ تھا، کیونکہ وہ تمام کائنات کا مصلح اعظم تھا، رحمۃ اللعالمین تھا، خاتم المرسلین تھا، یہ مبارک اور پر اثر آواز بطحا کی وادیوں ہی میں ٹکرا کر نہ رہ گئی، یہ عالی پیغام حدود عرب ہی میں محدود ہو کر نہ رہ گیا، بلکہ یہ صوت ہادی عرب کے پہاڑوں سے گزر کر چار دانگ عالم میں گونج اٹھی، اس آفتاب ہدایت کی نورانی شعاعیں دنیا کے ہر گوشہ میں تقسیم کر گئیں اور اقوام عالم نے اپنے دامنوں کو اس رحمت عام سے بھر لیا، اس مصلح اعظم کی مقدس تعلیم نے چند ہی دنوں میں عمرؓ، خالدؓ، ابو عبیدہؓ، عمروؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ جیسے ہزاروں انسانوں کو فاتح بنا دیا، جن کے نام سے دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اب بھی کانپ جاتی ہیں۔ اسی کی تعلیم نے طلحہؓ، زبیرؓ، عبداللہؓ، عبدالرحمٰنؓ جیسے غیر متمول کو ایسا تاجر بنا دیا کہ ان کی دولت اور زر و جواہر پھاوڑے سے کاٹ کر تقسیم ہوئے اور ہاں عامرؓ مصعبؓ، عبادہؓ جیسے لاکھوں جاہل کو علوم معارف کی وہ بلندیاں بخشیں کہ رموز قرآنیہ اور اسرار الٰہیہ کے تعلیم و تعلم کا سہرا ان کے سروں پر اڑا، غرض انسانی ترقی کا کوئی دینی اور دنیوی زاویہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات سے خالی نہ رہا۔

مذکورہ بالا دعوے کی روشن دلیلیں اگر دیکھنا ہوں تو تاریخ اسلام کا مطالعہ کرو۔ اس رحمۃ اللعالمین کے انقلابی کارناموں پر نظر ڈالو جس نے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں بساط عالم الٹ دی اور فارس کی قدیم اور جابر و ظالم سلطنت اور روم کی مضبوط و متمدن بادشاہت کا اس صفحۂ

ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جانا اور اسکے عظیم الشان دعوت اصلاح کی ادنیٰ کامیابی ہے مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ کی اس جوابی تقریر کے الفاظ پر غور کرو جبکہ انہوں نے واقعۂ دینیہ سے پہلے رستم کی باطل قوت پر بے جا فخر و مباہات کے جوابات میں مجاہدانہ انداز میں کہا تھا :-

اما ما ذکرت من عظیم سلطانکم و رفاهة عیشکم و ظهورکم علی الامم وما اوتیتم من رفیع الشان فنحن کل ذلك عارفون و ساخبرک عن حالنا ان الله و له الحمد انزلنا بقفار من الارض مع الماء النزر والعیش القشف یاکل قوینا ضعیفنا و نقطع ارحامنا و نقتل اولادنا خشیة الاملاق و نعبد الاوثان فبینا نحن کذلك بعث الله فینا نبیا و اکرم الارمة فینا و امره ان یدعو الناس الی شهادة ان لا اله الا الله و ان نعمل بکتاب انزله الینا فامنا به و صدقناه فامرنا ان ندعوا الناس الی ما امره الله به فمن اجابنا کان له مالنا و علیه ما علینا و من ابی ذلك سالناه الجزیة عن ید فمن ابی جاهدناه و انا ادعوك الی مثل ذلك فان ابیت فالسیف الاخبار الطوال لابی حنیفة الدینوری مطبوعہ ص ۱۲۱

اے رستم جو کچھ تو نے متکبرانہ لہجہ میں اپنی وسعت سلطنت عیش و آرام اور غلبہ و رفعت کو بیان کیا ہم اسکو خوب جانتے ہیں، ہماری داستان انقلاب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی بیکار جگہ میں پیدا فرمایا تھا، جہاں پانی کی قلت اور زندگی دوبھر تھی، قوی کمزور پر ظلم کرتے تھے، ہم قطع رحمی کرتے تھے اپنی صلبی اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل کر دیا کرتے تھے، خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجا کرتے تھے۔ ہم اسی ضلالت و گمراہی میں ڈوب رہے تھے کہ اللہ جل شانہ نے ہمارے ہی اندر ایک نبی مبعوث فرمایا اور حکم دیا کہ تمام انسانوں کو کلمہ لا الہ اللہ کی طرف بلائے اور حکم دیا کہ ہم قرآن پر عمل کریں ہم نے اس نبی کی آواز پر لبیک کہا، اور اسپر ایمان لائے، اس کی تصدیق کی ! ہمارے رسول نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اہل دنیا کو اسلام کی طرف بلائیں اور جو شخص ہماری مانے ہم وہ برابر ہیں اور جو شخص اسلام سے انکار کرے اس سے ہم ذلت کے ساتھ جزیہ وصول کریں۔ اگر جزیہ سے بھی انکار کرے تو ہم جہاد کرینگے لہٰذا میں تم کو بھی انھیں چیزوں کی طرف بلاتا ہوں اگر تم ان سب سے انکار کروگے تو یاد رکھو یہ تلوار تمہارا فیصلہ کریگی"

تم حضرت مغیرہؓ کے اس بیان پر غور کرو، معلوم ہو جائیگا کہ ہادی کائنات اور "مصلح اعظم" کی کونسی کرشمہ سازی نے عرب کے بادیہ نشینوں کو اسقدر بیباک کر دیا کہ بڑے بڑے بادشاہوں

(باقی صفحہ ۷۰ پر)

مصلح اعظم (بقیہ صفحہ ۴)

کے دربار میں اپنی مہیب اور پر جلال آواز سے گرجے جس سے فضائے عالم ابتک معمور ہے۔

اسی دوران کے اس واقعہ کو بغور دیکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسا ذہنی انقلاب پیدا کیا! اور اپنے جانشینوں کے دل میں کیسی بیداری اور زندگی کی روح پھونک دی؟ حضرت عمر رضی نے امیر لشکر سعدؓ کے پاس لکھا کہ بادشاہ فارس کو اللہ کا پیغام پہنچاؤ اور اسلام کی دعوت دو۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے عمروؓ بن معدی کرب الزبیدی اور اشعث بن قیس الکندی کو مجاہدین اسلام کے ایک گروہ کے ساتھ خدائی مذہب پیش کرنے کیلئے روانہ کیا، جب یہ حضرات رستم کے پاس پہنچے تو اسنے سفیہانہ لہجہ میں کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ دوران گفتگو میں صحابہ کرامؓ نے رستم سے نہایت دلیری کے ساتھ فرمایا کہ ہمارے نبی نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہاری زمین پر غالب ہو کر رہیں گے رستم نے یہ سنکر ایک ٹوکرا مٹی کا منگوایا اور کہا کہ ہماری زمین سے یہ تمہارا حق ہے جسکا تمہارے نبی نے وعدہ کیا ہے۔ جھٹ عمرو بن معدی کرب نے بڑھ کر اپنی چادر بچھا دی اور مٹی کو فوراً اپنی چادر میں رکھ لیا، اور چلتے ہوئے۔ اس پر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا کہ تفاولت بان ارضهم تصير الينا و نغلب عليها۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انکی تمام زمین ہمارے قبضہ میں آویگی۔ اور اسپر ہم غالب ہو کر رہینگے لہ

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان صحرانشین عربوں کے قدم سے ایرانی سلطنت کا تاج روندا گیا اور اس کا عبرتناک خاتمہ اس طرح ہوا کہ آجتک کسریٰ کی بادشاہت کا پھر نشان نہ لگا۔

قادسیہ کی لڑائی ختم ہو چکنے کے بعد جبکہ عرب و عجم کی زور آزمائیوں کا نتیجہ نکل چکا تھا، شکست خوردہ ایرانی فوج میدان چھوڑ کر مقام مدائن میں پناہ گزیں ہو کر جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگئی۔ ادھر اسلامی لشکر بھی دجلہ کے کنارے مدائن کے مقابل میں آکر مقیم ہوا، جب حضرت سعدؓ کو ایرانی سازش کی خبر لگی تو آپ نے بھی تیاری کرکے دریائے دجلہ کے عبور کا حکم دے دیا اور پہلے خود ہی بسم اللہ کہکر اپنا گھوڑا دجلہ کی طوفانی امواج میں ڈالدیا، پھر کیا تھا تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھوڑے اسی اللہ کے نام جسپر کہ اپنا گھر بار قربان کرکے آئے تھے دجلہ میں ڈالدیا۔ اور بالکل صحیح وسالم پار ہو کر مدائن میں داخل ہوئے، جب ایرانیوں نے یہ کیفیت دیکھی تو خوف وہراس کی وجہ سے دیوان آمدند دیوان آمدند کہہ کہہ کر چلانے لگے۔

سوال یہ ہے کہ دجلہ جیسے ذخار و مواج دریا کو عربوں نے کیسے عبور کیا؟ کیا ان کے گھوڑے طلسمی تھے، یا مال و دولت کی طمع سے متاثر ہو کر دجلہ کو پار کر دیا، جس کی چوڑائی و پہنائی دیکھکر انسانی قلوب لرز جاتے ہیں، نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ صرف اسی مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح و انقلاب کا فسون تھا جس سے ان کے دلوں میں جذبات و ولولوں کے انگنت سمندر لہریں لے رہے تھے، جن کے سامنے دجلہ اور اسکی ہیبتناکی کی کوئی حقیقت نہ تھی، کیونکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اسوقت لشکر اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا:۔ یا معشر المسلمین ان اللہ ذللّ لکم البحر کما ذلل لکم البر اما والذی بیدہ نفس سلمان لیخرجن ولیبدلن،

میں نے اپنے دعوے کی دلیل میں چند مجاہدانہ مثالیں پیش کی ہیں اور بقیہ چیزوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اصلاح انسانی کے لئے زیادہ زور اسی بات پر دیا ہے کہ انسانی دل و دماغ میں جہاد کی اسپرٹ پیدا کی جائے یا خوف غیر اللہ کو دلوں سے نکال دیا جائے قرآن مجید احادیث قدسیہ کی ورق گردانی کرو تو تم کو معلوم ہو جائیگا، کہ اسلام کی اصلی تعلیم اور روح صرف یہ ہے کہ مسلمان کی موت و حیات صرف خدا کیواسطے ہے۔ وہ سوائے اللہ کے کسی چیز سے خائف اور متاثر نہیں ہوتا۔ اسکا فرض ہے وہ خدائی پیغام اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلائے، اگر اس میں کوئی طاقت مزاحم ہو تو اس سے جہاد کرے، اور اس طاقت اور اسکی شوکت، اسکا دبدبہ اس کے سامنے معمولی چیز سے زیادہ وقعت نہ رکھے۔ یہی اسلام کی اصلی روح ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں پھونکدیا تھا، جس سے ایسا حزم و ثبات پیدا ہو گیا تھا کہ جس چیز کی طرف توجہ فرماتے سر کر لیتے۔ (والحمد للہ)

(قاضی ابو المعالی عبد الحفیظ اطہر المبارکپوری)